شکیل عثمانی　　　(دوسری وآخری قسط)

''ضربِ کلیم'' اور احمدیت

پروفیسر یوسف سلیم چشتی مرحوم کے مضمون کا ضمیمہ

پروفیسر یوسف سلیم چشتی کا مضمون ''ضربِ کلیم اور احمدیت'' گزشتہ شمارے میں قارئین نے مطالعہ کیا۔ ہمارے بزرگ مہربان اور اُمّت مسلمہ کے بہت سے موضوعات پر خصوصی مطالعے کے حامل تجزیہ کار جناب شکیل عثمانی نے اس مضمون کا ضمیمہ بھی لکھا ہے جس میں پروفیسر یوسف سلیم چشتی کے مختصر احوال وآثار کے علاوہ پروفیسر صاحب کے اشارات کی شکل میں دیے گئے بعض حوالوں کی تخریج بھی ہے۔ نیز پروفیسر صاحب کے نقطۂ نظر کو مزید پختہ و موثّق کرنے کے لیے قادیانی کتابوں سے چند مزید حوالے بھی دیے گئے ہیں۔ ضمیمے کے آخری حصے میں پروفیسر صاحب کے مضمون کے حوالے سے تحریکِ احمدیہ پر طائرانہ نظر ڈالی گئی ہے۔ (ادارہ)

پروفیسر سلیم چشتی، مختصر احوال وآثار:

پروفیسر یوسف سلیم چشتی ۲؍مئی ۱۸۹۶ء کو بھارت کے شہر بریلی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم قدیم مدارس میں پائی اور بعد میں جدید تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۱۸ء میں الٰہ آباد یونی ورسٹی سے فلسفے میں بی اے (آنرز) اور ۱۹۲۴ء میں احمد آباد یونی ورسٹی سے فلسفے میں ایم کیا۔ پہلے کانپور کے ایک کالج میں، پھر ایف سی کالج لاہور میں تدریس کے فرائض سرانجام دیے۔ علامہ اقبال کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقع ملا۔ آپ نے علامہ کے تقریباً تمام شعری مجموعوں کی شرحیں لکھیں جن کی بالعموم پذیرائی ہوئی۔ پروفیسر چشتی اسلام کے علاوہ عیسائیت، ہندومت، بدھ مت اور ویدانت پر گہری نظر رکھتے تھے۔ آپ جدید فلسفہ اور علم الکلام سے بھی بخوبی واقف تھے۔ آپ نے تحریکِ پاکستان میں سرگرمی سے حصہ لیا۔ پروفیسر صاحب کی مشہور کتابیں؍کتابچے درج ذیل ہیں:

پیامِ حریت، تعلیماتِ اقبال، محکماتِ عالم قرآنی، ختمِ نبوّت، مجدد کی شناخت، شرحِ دیوانِ غالب، اسلامی تصوف، اسلامی تصوف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش۔ آپ کا انتقال ۱۱؍فروری ۱۹۸۴ء کو لاہور میں ہوا۔

(ماخوذ از: اردو جامع انسائیکلوپیڈیا مدیر اعلیٰ مولانا حامد علی خاں، وفیاتِ ناموران پاکستان، مؤلفہ: ڈاکٹر منیر احمد سلیچ، یادوں کے دیے مصنفہ: محمد حمزہ فاروقی)

پروفیسر یوسف سلیم چشتی کے بعض حوالوں کی تخریج وتوضیح:

اسلام کے دو حصے:

قادیانی مذہب کے مطابق مسلمانوں کو غلامی کا سبق پڑھانا جائز بلکہ فرضِ عین ہے۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

''میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں، ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کرے، دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو، سو وہ حکومتِ برطانیہ ہے۔''

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی، مندرجہ رسالہ بعنوان ''گورنمنٹ کی توجہ کے لائق'' ملحقہ شہادت القرآن، مصنفہ مرزا صاحب، روحانی خزائن، ص: ۳۸۰، ۳۸۱، جلد: ۶)

خودکاشتہ پودا:

مرزا قادیانی اپنی درخواست بنام لیفٹیننٹ گورنر پنجاب مورخہ ۲۴ ؍فروری ۱۸۹۸ء میں لکھتے ہیں:

''یہ التماس ہے کہ سرکارِ دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربے سے ایک وفادار، جانثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکارِ انگریزی کا پکا خیرخواہ اور خدمت گزار ہے۔ اس خودکاشتہ پودے کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے، اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔''

(تبلیغِ رسالت، جلد ہفتم، ص: ۱۹۔۲۰۔ مؤلفہ میر قاسم علی قادیانی، مجموعۂ اشتہارات ص: ۲۰۔۲۱۔۲۲، جلد: ۳)

پچاس الماریاں:

مرزا قادیانی نے بقول خود ممانعتِ جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھیں اور اشتہارات شائع کیے کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں اور انہیں عرب ممالک، افغانستان اور ترکی تک پہنچایا۔ سوال یہ ہے کہ اُس وقت مصر، شام، افغانستان اور ترکی آزاد ممالک تھے، انہیں انگریزوں کی اطاعت کا درس دینے کیا ضرورت تھی؟ بہرحال مرزا قادیانی کی تحریر ملاحظہ فرمائیے، اس سوال کا جواب بھی مل جائے گا۔ وہ لکھتے ہیں:

''میری عمر کا اکثر حصہ سلطنتِ انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعتِ جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہارات شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالکِ عرب اور مصر و شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیرخواہ ہو جائیں اور مہدیٔ خونی اور مسیحِ خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کا جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں، ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔'' (تریاق القلوب، ص: ۱۵۔ روحانی خزائن، ص: ۱۵۵۔۱۵۶، جلد: ۱۵)

حکومتوں کا فرق:

مرزا قادیانی کے مشن (Mission) کو کون سی حکومت Suit کرتی ہے؟ موصوف خود فرماتے ہیں:

''میں اپنے کام کو نہ مکہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں نہ مدینہ میں، نہ روم میں، نہ شام، نہ ایران میں، نہ کابل میں، مگر اس گورنمنٹ میں جس کے اقبال کے لیے دعا کرتا ہوں۔''

(اشتہار مورخہ ۲۲ ؍مارچ ۱۸۹۷ء مندرجہ تبلیغِ رسالت، جلد ششم، ص: ۶۹)

حکومتِ برطانیہ قادیانی تلوار ہے:

پہلی جنگِ عظیم کے دوران ب انگریزوں نے عراق پر قبضہ کرلیا تو روزنامہ الفضل قادیان نے لکھا:

''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) فرماتے ہیں: ''میں مہدی معہود ہوں اور گورنمنٹ برطانیہ میری وہ تلوار ہے جس کے مقابلے میں ان علما کی کچھ پیش نہیں جاتی۔'' اب غور کرنے کا مقام ہے کہ پھر ہم احمدیوں کو اس فتح سے خوشی کیوں نہ ہو۔ عراق، عرب ہو یا شام، ہم ہر جگہ اپنی تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں۔''

(روزنامہ الفضل، جلد: ۶ نمبر ۴۲، ص: ۹، مؤرخہ ۷ دسمبر ۱۹۱۸ء)

واضح رہے کہ قادیانیوں نے سقوطِ بغداد میں اہم کردار ادا کیا۔ اس کردار کے سبب انگریزوں نے مرزا قادیانی کے بیٹے اور دوسرے جانشین مرزا بشیر الدین محمود کے برادرِ نسبتی میجر حبیب اللہ شاہ کو عراق کا گورنر مقرر کیا۔ میجر حبیب اللہ شاہ (جو میڈیکل ڈاکٹر تھے) نے پہلی جنگِ عظیم کے دوران برطانوی فوج میں شمولیت اختیار کی اور عراق میں خدمات انجام دیں۔

فخر اور شرم:

جماعتِ احمدیہ قادیان کے سربراہ اور مرزا قادیانی کے صاحبزادے، مرزا بشیر الدین محمود نے ایک خطبۂ جمعہ میں کہا:

''حضرت مسیح موعود نے فخر یہ لکھا ہے کہ میری کوئی کتاب ایسی نہیں جس میں، مَیں نے گورنمنٹ کی تائید نہ کی ہو، مگر مجھے افسوس ہے کہ میں نے غیروں سے نہیں بلکہ احمدیوں کو یہ کہتے سنا ہے (میں انھیں احمدی ہی کہوں گا کیونکہ نابینا بھی آخر انسان کہلاتا ہے) کہ ہمیں حضرت مسیح موعودؑ کی ایسی تحریریں پڑھ کر شرم آجاتی ہے۔ انہیں شرم کیوں آتی ہے، اس لیے کہ ان کی اندر کی آنکھ نہیں کھلی۔'' (روزنامہ الفضل قادیان، مورخہ ۷ رجولائی ۱۹۳۲ء)

مرزا غلام قادیانی کی مخصوص گالی ''ذریۃ البغایا'':

مرزا قادیانی درشت کلامی اور دشنام طرازی میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔ اپنے مخالفین کے لیے ان کا تکیہ کلام ذریۃ البغایا (بدکار عورتوں کی اولاد) ہے۔ یہ ترجمہ خود موصوف کا کیا ہوا ہے۔ لکھتا ہے:

''میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے، مگر بدکار عورتوں کی اولاد جن کے دل پر خدا نے مہر لگا دی ہے، اس لیے وہ قبول نہیں کرتے۔''

(آئینہ کمالات اسلام، ص: ۵۴۷، روحانی خزائن، ص: ۵۴۷۔۵۴۸۔ جلد: ۵)

مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

''جو شخص ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔'' (انوار الاسلام، ص: ۳۰، روحانی خزائن، ص: ۳۱۔ جلد: ۹)

مرزا علیہ ما علیہ:

''دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔''

(نجم الہدیٰ، ص:۱۰، روحانی خزائن، ص:۵۲، جلد:۱۴)

لعنت، لعنت، لعنت......:

مرزا غلام قادیانی نے اپنے زمانے کے اکابر علما وشیوخ کو اپنی ہجو گوئی کا نشانہ بنایا۔ ان میں مولانا محمد حسین بٹالوی، مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی، مولانا عبدالحق حقانی، مولانا احمد علی سہارنپوری اور مولانا رشید احمد گنگوہی جیسے ممتاز علما شامل ہیں۔ مرزا صاحب نے ان کے لیے شیطانِ لعین، شیطانِ اعمیٰ، غولِ اغویٰ اور شقی وملعون کے الفاظ استعمال کیے۔ انہوں نے مشہور عالم اور شیخِ طریقت پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی شان میں ایک ہجو یہ قصیدہ لکھا جس کے دو شعروں کا ترجمہ ان ہی کے قلم سے ملاحظہ ہو:

''پر میں نے کہا کہ اے گولڑہ کی زمین تجھ پر لعنت، تو ملعونوں کے سبب ملعون ہوگئی، پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی۔ اس فرومایہ نے کمینہ لوگوں کی طرح گالی کے ساتھ بات کی ہے اور ہر ایک آدمی خصوصیت کے ساتھ آزمایا جاتا ہے۔ (اعجاز احمدی، ص:۷۵۔۷۶)

مرزا قادیانی ان مطاعن اور درشت کلامیوں سے آگے بڑھ کر بعض اوقات مخالفین پر لعنت کرتے ہوئے لعنت کی تعداد کو کسی ایک ہندسے میں ظاہر کرنے کے بجائے لفظ لعنت کو علیحدہ علیحدہ لکھتے ہیں۔ ضمیمہ نزول المسیح میں انہوں نے مولانا ثناء اللہ امرتسری کے لیے دس مرتبہ لعنت لکھا ہے اور نور الحق میں عیسائیوں کے لیے ایک ہزار بار لعنت کا لفظ لکھا ہے۔

پروفیسر چشتی کے مضمون کے حوالے سے تحریکِ احمدیت پر ایک طائرانہ نظر:

پروفیسر یوسف سلیم چشتی کے مضمون کا پہلا جزیہ ہے کہ مرزا قادیانی نے انگریز کی غلامی کو الہامی سند فراہم کی۔ انگریزوں کی اطاعت اور تنسیخِ جہاد کے سلسلے میں مرزا قادیانی کی کتابوں سے متعدد حوالے پیش کیے جا چکے ہیں۔ موصوف اپنی کتاب ''تریاق القلوب'' کے ضمیمہ نمبر ۳ بعنوان ''حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست'' میں واضح طور پر لکھتے ہیں:

''میں دعوے سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں میں سے اوّل درجے کا خیر خواہِ گورنمنٹ انگریزی ہوں، کیونکہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی میں اوّل درجے پر بنا دیا ہے، اوّل: والد مرحوم کے اثر نے، دوم: اس گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے، سوم: خدا تعالیٰ کے الہام نے۔'' (ص:۳۰۹، ۳۱۰)

مرزا قادیانی کے دور سے لے کر اس وقت تک برصغیر میں اہم سیاسی، معاشرتی اور اقتصادی تبدیلیاں عمل میں آئی ہیں۔ سیاسی آزادی تو سامنے کی بات ہے۔ ان تبدیلیوں میں احمدیت نے ایک رجعت پسند جماعت کا کردار ادا کیا ہے۔ جماعتِ احمدیہ کی پالیسی ہمیشہ آزادی کے خلاف رہی ہے۔ یہ پالیسی مرزا قادیانی کی تعلیمات کا لازمی نتیجہ ہے۔ ممتاز عالمِ دین، دانش ور اور عربی اور اردو کے صاحبِ طرز ادیب مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے مرزا قادیانی کے سیاسی مؤقف پر بڑا خوبصورت تبصرہ کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''مرزا (قادیانی) حکومتِ برطانیہ کا اقبال اور اس کا وسعت و استحکام دیکھ کر یقین رکھتے تھے کہ ہندوستان میں انگریزی حکومت کو کبھی زوال نہیں آئے گا۔ ان کے نزدیک اس سے وفاداری کا اظہار اور اس کی قسمت سے اپنی قسمت وابستہ کر دینا ایک بڑی سیاسی دور بینی اور اعلیٰ درجے کے تدبر کی بات تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ جو شخص دینی فراست اور سیاسی بصیرت دونوں سے محروم ہو، اس کا یہی فیصلہ و اندازہ ہوگا۔ ان کے علم و ادراک پر یہ بات بالکل مخفی رہی کہ ان کے انتقال پر نصف صدی نہ گزرنے پائے گی کہ یہ غیر متزلزل انگریزی حکومت جس کو وہ ''سایۂ اللہ'' اور ''دولتِ دین پناہ'' سمجھتے تھے، ہندوستان سے اس طرح کوچ کر جائے گی جیسے کبھی یہاں اس کا وجود نہ تھا۔ اور نہ صرف ہندوستان میں بلکہ ساری دنیا میں اس کا ستارۂ اقبال غروب ہو جائے گا۔ (قادیانیت: مطالعہ و جائزہ، ص: ۱۱۵، ۱۱۶)

پروفیسر چشتی کے مضمون کا دوسرا جز مرزا قادیانی کی شخصیت کا وہ پہلو ہے جس کا تعلق درشت کلامی اور دشنام طرازی سے ہے۔ ان کی درشت کلامی اور دشنام طرازی کی متعدد مثالیں پیش کی جا چکی ہیں۔ مرزا قادیانی کا مولانا ثناء اللہ امرتسری اور عیسائیوں کے لیے بالترتیب دس اور ایک ہزار مرتبہ لعنت کا لفظ لکھنا ان کے جوشِ طبیعت کا عجیب نمونہ ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ توازن، اعتدال، تحمل اور عفو و حلم ان سے کوسوں دور تھے۔ غضب خدا کا، اگر کوئی یہ رائے ظاہر کرے کہ وہ مرزا قادیانی کی دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور نہ اسے قبول کرتا ہے تو اس اظہارِ رائے کی سزا، مرزا قادیانی اس کی والدہ کے کردار پر حملہ کر کے دیں گے۔ موصوف کی عربی تحریر کا ترجمہ پیش خدمت ہے:

''(میری) ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے۔ مگر بدکار عورتوں کی اولاد جن کے دل پر خدا نے مہر لگا دی ہے اس لیے وہ قبول نہیں کرتے۔'' (آئینہ کمالات اسلام، ص: ۵۴۷۔۵۴۸)

اصل عبارت عربی میں ہے، ہم نے اس کا ترجمہ کیا ہے۔

مرزا قادیانی کے الفاظ یہ ہیں:

الّا ذریة البغایا...... عربی لفظ البغایا جمع کا صیغہ ہے۔ اس کا واحد بغیۃ ہے جس کا معنی بدکار، فاحشہ، زانیہ ہے۔

خود مرزا قادیانی نے ''خطبہ الہامیہ'' ص: ۴۹ میں لفظ بغایا کا ترجمہ بازاری عورتیں کیا ہے۔ انہوں نے ''نور الحق'' حصہ اوّل، ص: ۱۲۳ میں بغایا کا ترجمہ نسلِ بدکاراں، زناکار، زنِ بدکار کیا ہے۔

مرزا قادیانی کی بدزبانی، دشنام طرازی اور ان کی مجموعی سیرت و کردار کو سامنے رکھتے ہوئے (جس میں محمدی بیگم کا Episode بھی شامل ہے) ہم احمدی دوستوں سے کہیں گے کہ نبوّت تو دور کی بات ہے، پہلے وہ یہ تو ثابت کریں کہ مرزا قادیانی شریف آدمی تھے۔

ممکن ہے کہ طویل مدت گزر جانے کے سبب بعض قارئین محمدی بیگم Episode کی تلمیح کو نہ سمجھ سکیں۔ ان کی خدمت میں مختصراً عرض ہے کہ پچاس سال کی عمر میں مرزا قادیانی نے اپنی ایک عزیزہ سے تیسری شادی کرنے کا ارادہ کیا۔

یہ دوشیزہ مرزا قادیانی کی چچازاد بہن کی بیٹی تھی جس کا نام محمدی بیگم تھا۔ بات اس طرح شروع ہوئی کہ محمدی بیگم کا والد اپنے کسی ضروری کام کے سلسلے میں مرزا قادیانی کے پاس آیا۔ پہلے تو مرزا قادیانی نے اسے حیلے بہانوں سے ٹالنے کی کوشش کی مگر جب وہ کسی طرح نہ ٹلا تو مرزا قادیانی نے الہام الٰہی کا نام لے کر ایک عدد پیش گوئی کر دی کہ ''خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ کو الہام ہوا ہے کہ تمہارا یہ کام اس شرط پر ہوسکتا ہے کہ اپنی بڑی لڑکی کا نکاح مجھ سے کر دو۔''

(آئینہ کمالات اسلام، ص:۲۳۰۔ روحانی خزائن، جلد:۵، ص:۲۸۵۔۲۸۶)

وہ غیرت مند شخص تھا، یہ بات سن کر واپس چلا گیا۔ مرزا قادیانی نے بعدازاں ہر چند کوشش کی ...... نرمی، سختی، دھمکیاں، لالچ غرض ہر طریقے کو استعمال کیا مگر وہ شخص کسی طرح بھی اپنی بیٹی کا رشتہ دینے پر آمادہ نہیں ہوا۔ آخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ مرزا قادیانی نے چیلنج کر دیا کہ ''میں اس پیش گوئی کو اپنے صدق و کذب کے لیے معیار قرار دیتا ہوں اور یہ خدا سے خبر پانے کے بعد کہہ رہا ہوں۔'' (انجام آتھم، ص:۲۲۳، روحانی خزائن، جلد:۱۱، ص:۲۲۳)

اور کہا کہ:

''ہر روک دور کرنے کے بعد اس لڑکی کو خدا تعالیٰ اس عاجز کے نکاح میں لاوے گا۔''

(آئینہ کمالات اسلام، ص:۲۸۶، روحانی خزائن، جلد:۵، ص:۲۸۶)

آخر کار مرزا قادیانی کی ہزار کوششوں کے باوجود محمدی بیگم کا نکاح ان سے نہ ہوسکا، حالانکہ انہوں نے ''آسمانی فیصلہ'' میں یہ بھی کہا کہ:

''اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء کی پیش گوئی کا انتظار کریں جس کے ساتھ یہ بھی الہام ہے: اور تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ بات سچ ہے، ہاں مجھے اپنے رب کی قسم ہے کہ یہ سچ ہے۔ اور تم اس بات کو وقوع میں آنے سے روک نہیں سکتے۔ ہم نے خود اس سے تیرا عقد نکاح باندھ دیا ہے۔ میری باتوں کو کوئی بدلا نہیں سکتا اور نشان دیکھ کر منہ پھیر لیں (گے) اور قبول نہیں کریں گے اور کہیں گے کہ یہ کوئی پکا فریب یا پکا جادو ہے۔'' (ص:۴۰)

مرزا سلطان محمد نامی ایک شخص سے اس کی شادی ہوگئی۔ اس موقع پر مرزا قادیانی نے پھر پیش گوئی کی کہ:

''نفسِ پیش گوئی یعنی اس عورت کا اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ تقدیرِ مبرم ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی۔''

آگے اپنا الہام ان الفاظ میں بیان کیا:

''میں اس عورت کو اس کے نکاح کے بعد واپس لاؤں گا اور تجھے دوں گا اور میری تقدیر کبھی نہیں بدلے گی۔''

(مجموعہ اشتہارات، جلد:۲، ص:۴۳، طبع چناب نگر، ربوہ ۱۹۷۲ء)

لیکن محمدی بیگم بدستور اپنے شوہر کے گھر میں رہی اور مرزا قادیانی کے نکاح میں نہ آنا تھا نہ آئی۔ اور مرزا قادیانی ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو ہیضے کے مرض میں مبتلا ہو کر انتقال کر گئے۔ (حیاتِ ناصر، ص:۱۴)

محمدی بیگم اپنے خاوند مرزا سلطان محمد کے گھر تقریباً چالیس سال بخیر و خوبی آباد رہی اور لاہور میں ۱۹ رنومبر ۱۹۶۶ء کو فوت ہوئی۔